السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بچپن ہی سے ایک عقیدہ میرے ذہن میں راسخ ہے اور یہ لوگوں میں مشہور ومعروف بھی ہے، وہ یہ کہ جہنم ایک دائمی اور ابدی ٹھکانا ہے۔ کفار و مشرکین کے لیے اس کی آگ کبھی فنا نہیں ہوگی۔ لیکن چند دنوں قبل میں نے کسی کتاب میں پڑھا کہ علامہ ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمة اللہ علیہ اس رائے سے اختلاف رکھتے تھے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ جہنم ابدی اور دائمی جگہ نہیں ہے۔ اسے کبھی نہ کبھی فنا ہونا ہے۔ ایک دن وہ بھی آئے گا جب اس میں سارے لوگ نکال لیے جائیں گے اور اس میں کوئی بھی نہیں بچے گا۔ براہ کرم بتائیں کہ یہ رائے علامہ ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ ہی کی ہے یا غلط پر ان کی طرف منسوب کردی گئی ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عرصہ دراز سے میں علامہ ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کررہا ہوں۔ پورے وثوق سے کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ علامہ رحمة اللہ علیہ نے اپنی کسی کتاب میں بھی مذکورہ رائے کا اظہار نہیں کیا ہے۔ البتہ اس رائے کا اظہار ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمة اللہ علیہ نے کیا ہے۔ لیکن لوگوں نے غلط فہمی میں یہ رائے ان کے استاد علامہ ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ کی طرف منسوب کردی۔

علامہ ابن القیم رحمة اللہ علیہ نے جہنم کے فنا ہونے کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے میں اس کا خلاصہ پیش کررہا ہوں۔ علامہ ابن القیم رحمة اللہ علیہ نے جہنم کے فنا ہونے یا اس کے ابدی ہونے کے سلسلے میں علمائے کرام کے سات اقوال نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ تمام جہنمی اپنی اپنی سزائیں بھگت کر کبھی نہ کبھی جنت کی طرف منتقل کردیے جائیں گے۔ اور ایک دن وہ آئے گا جب اس میں کوئی بھی نہ بچے گا اور اس کے بعد جہنم فنا کردی جائے گی۔ علامہ ابن القیم رحمة اللہ علیہ نے اسی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے اسے اختیار کیا ہے اور انھوں نے اس کے حق میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے ہیں۔

1۔ قرآن کریم میں تین آیتیں ایسی ہیں جن میں اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ جہنم ابدی اور دائمی ٹھکانا نہیں ہے۔

لٰبِثينَ فيها أَحقابًا ﴿٢٣﴾... سورة النباء

''جس میں (جہنم میں) وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔''

قرآن کا یہ طرز بیان کہ جہنمیوں کا جہنم میں قیام مدتوں رہے گا واضح کررہا ہے کہ جہنم میں ان کا قیام ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ مدتوں پر محیط ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ رہنے والوں کے لیے عربی زبان میں "لٰبِثينَ أَحقابًا" کی تعبیر استعمال نہیں کی جاتی۔ یہی رائے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ قرآن کو ہم سے بہتر سمجھتے تھے۔

دوسری آیت ہے:

قالَ النّارُ مَثوىٰكُم خٰلِدينَ فيها إِلّا ما شاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكيمٌ عَليمٌ ﴿١٢٨﴾... سورة الانعام

''اللہ فرمائے گا جہنم تم لوگوں کا ٹھکانا ہے۔ اس میں تم ہمیشہ رہوگے الا یہ کہ اللہ تمھیں جتنی مدت تک رکھنا چاہے۔ بے شک تمہارا رب حکمت والا اور علم والا ہے۔''

تیسری آیت یوں ہے:

خٰلِدينَ فيها ما دامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالأَرضُ إِلّا ما شاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعّالٌ لِما يُريدُ ﴿١٠٧﴾... سورة هود

''جہنم میں وہ اس وقت تک رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم ہے الا یہ کہ تیرا رب جیسا چاہے۔ بے شک تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

آخر الذکر دونوں آیتوں میں اس بات کا بیان ہے کہ جہنم کی مدت بقا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی مدت بقا دائمی اور ابدی نہیں ہے۔

2۔ متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین، تابعین رحمة اللہ علیہ اور سلف صالحین رحمة اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہے کہ جہنم ابدی اور دائمی ٹھکانا نہیں ہے بلکہ اسے کبھی نہ کبھی فنا ہونا ہے، مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اگر جہنمی جہنم میں ریت کے ذروں کے برابر دن بھی رہ جائیں تب بھی ایک دن ایسا آئے گا جب وہ اس سے نکال لیے جائیں گے۔" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم پر ایک دن ایسا آئے گا جب اس کے دروازے بند کردیے جائیں گے اور اس میں کوئی بھی نہیں بچے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جہنم میں کوئی بھی نہیں بچے گا۔ یہی رائے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ہے۔ تابعین رحمة اللہ علیہ میں امام شعبی رحمة اللہ علیہ۔ اسحاق بن راہویہ وغیرہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔

3۔ عقلی اور نقلی تمام دلیلیں ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکیم اور رحیم ہے اور یہ بات اس کی حکمت ورحمت کے منافی ہے کہ قصوروار لوگ ہمیشہ کے لیے عذاب جہنم کے مستحق قرار دیے جائیں۔ دلیلوں سے ثابت ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے دنیوی سزائیں حکمت و مصلحت کی بنا پر عائد کی ہیں۔ حکمت و مصلحت یہ ہے کہ ان سزاؤں کے ذریعے لوگوں کو ان کے گناہوں سے پاک کیا جائے، لوگ ان سزاؤں سے سبق حاصل کریں اور دوبارہ وہ ایسی غلطیاں نہ کریں۔ گویا یہ سزائیں خود انسان کے فائدے کے لیے ہیں اور یہ دنیوی سزائیں وقتی ہوتی ہیں، دائمی نہیں۔ دنیا کی طرح آخرت کی سزائیں بھی اللہ کی حکمت اور رحمت کی وجہ سے ہیں۔ ان سزاؤں کے پیچھے نعوذ باللہ اللہ کا ظلم کارفرما نہیں ہے۔ بلکہ صحیح حدیث میں ہے کہ دنیا میں اللہ کی رحمت آخرت میں اس کی رحمت کا ایک چھوٹا سا جز ہے۔ آخرت میں اس کی رحمت بے پایاں اور بے حد و حساب ہوگی۔ اور اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ جہنم کا عذاب ہمیشہ باقی نہ رہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اللہ کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خواہ مخواہ عذاب دے۔ اللہ فرماتا ہے:

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ ... ١٤٧ ... سورة النساء

''آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو۔''

اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک متعینہ مدت تک عذاب دے کر انھیں جہنم سے نکالے گا۔ اور جہنم کا وجود ختم کر دیا جائے گا۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں ہمیں بتایا ہے کہ اس کی رحمت ہر چیز، حتی کہ اس کے غیظ و غضب پر بھی حاوی ہے۔ اور یہ کہ اس کی رحمت جس طرح مومنین کے لیے ہے اسی طرح کے کفار و مشرکین کے لیے بھی ہے۔ اس نے اپنے لیے غفور، رحیم اور رحمان جیسے ناموں کا انتخاب کیا ہے جن میں رحمت و مغفرت کی صفت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس نے اپنے لیے کسی ایسے نام کا انتخاب نہیں کیا ہے، جس میں عذاب دینے اور انتقام لینے والے کی صفت پائی جاتی ہے۔ گویا عذاب دینا اور انتقام لینا اسکی دائمی صفت نہیں ہے بلکہ اس کا وقتی عمل ہے، جو ضرورت کی بنا پر ظاہر ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تخلیق کسی عظیم غرض و غایت کے لیے کی ہے۔ انھیں عذاب دینے کے لیے نہیں۔ بندوں کو عذاب دینا بندوں کی تخلیق کا مقصد ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات اس غرض و غایت کے منافی ہے کہ بندوں کو ہمیشہ کے لیے عذاب میں مبتلا رکھا جائے۔

6۔ وہ دلائل جو جہنم کی ابدیت کے حق میں پیش کیے جاتے ہیں ان پر جرح اور تنقید کرتے ہوئے علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی دلیل جہنم کی ابدیت کو ثابت نہیں کرتی۔ مثلاً قرآن کی وہ تمام آیتیں جن میں جہنم کے لیے "خلود" کی خبر دی گئی ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خلود کا مفہوم ایسی ہمیشگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ حالانکہ لفظ خلود ایسی ہمیشگی کے لیے نہیں استعمال ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ لفظ خلود کا مفہوم صرف یہ ہے کہ فلاں چیز بہت زیادہ لمبے عرصے تک برقرار رہے گی۔ چنانچہ قرآن نے بعض گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں مثلاً قتل کرنے والے مسلمان کو جہنم میں خلود کی وعید سنائی ہے۔

فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَـٰلِدًا فِيهَا ٩٣ ... سورة النساء

''پس اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ مسلم شخص اپنے اس قتل کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لفظ خلود اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ اس کی سزا کبھی ختم ہی نہیں ہوگی۔ رہی قرآن کی وہ آیتیں جن میں یہ خبر دی گئی ہے کہ کفار و مشرکین جہنم سے کبھی نہیں نکالے جائیں گے۔ مثلاً:

وَمَا هُم بِخَـٰرِجِينَ مِنَ ٱلنَّارِ ١٦٧ ... سورة البقرة

''اور وہ لوگ جہنم سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک جہنم کا وجود باقی رہے گا یہ کفار و مشرکین بھی اسی جہنم میں رہیں گے۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ جہنم ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

اس ساری تفصیل کے بعد علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کو اللہ کی مشیت پر چھوڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ نہ جہنم کے دائمی ہونے کے بارے کامل یقین کے ساتھ کچھ کہا جا سکتا ہے اور نہ اس کے فنا ہونے کے بارے میں۔ اس معاملے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اکابر صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کا قول نقل کرنا زیادہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ جیسا چاہے گا ویسا معاملہ کرے گا۔ یہ کام اللہ کا ہے اور سب کچھ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ١٠٧ ... سورة هود

''بے شک تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

اُصول فقہ، جلد:2، صفحہ:72

محدث فتویٰ